



داعش کا جہاد فساد کیوں؟؟؟

مرتدوں سے قتال کفار سے قتال سے زیادہ ضروری

ایک اعتراض :

مرتدوں سے قتال کفار سے قتال سے زیادہ ضروری کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے: >
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا
 الَّذِينَ كَفَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
 وَلِطَعْنَهُمْ فِي دَعْوَاهُمْ
 وَأَلَّا يَحْسَبُوا أَنَّ اللَّهَ
 سَاهُوٌّ ۝۱۲۳<

ایمان والو! ان کافروں سے جنگ کرو جن کا علاقہ تمہارے ساتھ ملتا ہے اور ان کے ساتھ تمہیں سختی سے پیش آنا چاہئے اور یہ جان لو کہ اللہ پر یزگاروں کے ساتھ ہے [التوبہ: 123]

اسی لیے اصلی کفار سے پہلے مرتدوں کے ساتھ اور اسلامی حکومتوں خصوصاً عربی حکومتوں سے قتال زیادہ ضروری ہے

جواب

پہلی بات:

کسی بھی مخصوص شخص یا جماعت پر مرتد کا حکم لگانے سے پہلے ضروری ہے کہ تکفیر کی شرائط پوری کی جائیں اور موانع کو ختم کیا جائے۔

داعش اپنی مخالفین کو غیر کفریہ کاموں کی وجہ سے بھی کافر و مرتد قرار دے دیتی ہے۔ تکفیر میں غلو اور اس مسئلے میں اہل سنت کے منہج سے روگردانی کرنا اور اصل جہاد کے چہرے کو مسخ کرتے ہوئے فساد برپا کرنا داعش کا وطیرہ بن چکا ہے اور کوئی بند بھی اس سے ناواقف نہیں ہے۔

یہ شبہ خوارج کی ذہنی اپج اور غلو کی پیداوار ہے کیونکہ یہ لوگ مسلمانوں کو ان کے مرتد ہونے کا دعویٰ کر کے قتل کرتے ہیں۔ یہ ویسے ہی ہیں جیسے ان کے بارے میں رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ ”مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو کچھ نہیں کہیں گے“ اس مسئلے میں ان کی غلط فہمی نے انہیں غلو میں مبتلا کر دیا ہے۔

یہ ان کا پرانا منہج ہے امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: فانهم يستحلون دماء اهل القبلة لاعتقادهم انهم مرتدون اكثر مما يستحلون من دماء الكفار الذين ليسوا مرتدين (11)

”خوارج مسلمانوں کو مرتد سمجھ کر غیر مرتد کفار سے زیادہ قتل و غارت کا نشانہ بناتے ہیں۔“

تکفیر کی چار شرائط ہیں:

کتاب و سنت کے دلائل کی بناء پر کسی قول و فعل، عقیدے کو اختیار کرنے یا ترک کرنے کے کفر ہونے کا ثبوت

جس کی تکفیر کی جارہی ہے، اس کے وہ کام کرنے کا ثبوت

اس پر حجت قائم کردی گئی ہو

اس میں کوئی موانع تکفیر نہ پایا جاتا

• موانع تکفیر درج ذیل ہیں:

□ جہالت: جس قول و فعل یا عقیدہ کی بناء پر اس کی تکفیر کی جارہی ہے، اسے معلوم ہی نہ ہو کہ یہ کفر ہے اور شریعت کے خلاف ہے

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ شام سے واپس آئے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کو سجدہ کرنے کی اجازت طلب کی تو نبی کریم ﷺ نے ان کی تکفیر نہ کی بلکہ ان کو سمجھایا کہ سجدہ صرف اور صرف اللہ کے لئے ہے، غیر اللہ کے لئے سجدہ جائز نہیں ہے (121)

□ خطا: کفریہ قول و فعل کا ارتکاب غلطی سے ہو جائے اس قاعدہ کی اصل اللہ عزوجل کا فرمان ہے: **«رَبِّهِ سَيِّئًا لَا تَأْخُذُ زَنًا** **إِنْ نَسِيتَ أَوْ أَخْطَأَ زَنًا»**

” اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں یا خطا کر جائیں تو ہم سے مؤاخذہ نہ کر “ [البقرہ]: [286]

اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے **«إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ عَنِّ أُمَّتِي الْخَطَا وَالنَّسِيَانَ»** میری امت سے خطا اور نسیان کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا ہے یعنی بھول کر، جہالت کے ساتھ کوئی بندہ اگر کفریہ کام کر لیتا ہے تو اس کا مؤاخذہ نہیں کیا جائے گا

□ زبردستی: کوئی اس سے زبردستی کفریہ قول یا فعل کا ارتکاب کروائے اور اس کے پاس اسے کبھی بغیر کوئی چارہ نہ ہو یہ قاعدہ قرآن کی اس آیت سے لیا گیا ہے

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: **«إِنَّ لَاحِدًا مِّنَ الْأَكْبَرِهِ وَقَدْ جِئَهُ مَطْمَئِنِّينَ»** **بِالْإِيمَانِ»**

” سوائے اس کے جسے (کفریہ) مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو “ [النحل: 106]

تاویل: وہ شخص کسی شبہ کی بنیاد پر کفریہ کام کو حق اور درست سمجھ کر سرانجام دے گا اور جیسا کہ ایک صحابی قدام بن مظعون نے قرآن پاک کی آیت کریمہ > لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعَمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَاْمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَاْمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَاْمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَاْمَنُوا وَاللَّهُ يُوْحِبُ الْمُحْسِنِينَ < ” ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جو وہ کھا چکے ، جب کہ وہ متقی بنے اور ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے ، پھر متقی بنے اور انہوں نے نیکی کی اور اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے ” کو دلیل بناتے ہوئے شراب کو حلال سمجھ کر پی لیا

لیکن جب ان کا معاملہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچا اور صحابہ کرام سے مشورہ ہوا تو عمر فاروق اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما اور دیگر علماء صحابہ نے متفقہ فیصلہ یہ جاری کیا کہ انہیں بتایا جائے کہ ان کا یہ استدلال درست نہیں اور پھر انہیں پوچھا جائے اگر یہ شراب کی حرمت کا اقرار کرتے ہیں تو ان پر حد نافذ کی جائے گی یعنی (80) کوڑے اور اگر یہ شراب کے حلال ہونے پر ہی مصر رہتے تب انہیں مرتد ہونے کی وجہ سے قتل کیا جائے گا

آپ ملاحظہ کیجیے کہ صحابہ کرام تکفیر تو دور کی بات کبیر گناہ کی سزاؤں میں بھی تاویل کو مدنظر رکھتے تھے

داعش نے جو تکفیر کی ، وہ ان اوپر بیان کی گئی شرائط اور موانع سے خالی ہے زیادہ تر ان کے کفر وارتداد اور کفار کی ایجنٹی کے فتوے شبہ اور غلو پر مبنی ہوتے ہیں یا کسی کے قول و فعل سے لازم آنے والی چیز سے جڑے ہوتے ہیں

جبکہ یہ ساری وجوہات غلط اور باطل ہیں۔

داعش کی شرعی کمیٹی کا الجبہ
الإسلامیہ اور اس کے رہنماؤں کے بارے میں فرمان اسی
سوچ کا آئینہ دار ہے۔ کمیٹی کا بیان ہے: ”الجبہ
الإسلامیہ کے امراء نے اپنی جماعت کے قیام سے پہلے
بھی اور بعد میں بھی کفریہ کاموں کا ارتکاب کیا
ہے۔ ان میں سب سے خطرناک کام مذہب کفار کو صحیح
کہنا اور اسے برقرار رکھنا ہے۔ اس کے علاوہ کفریہ
کمیٹی کی سربراہی مرتدوں کو سونپ رکھی ہے اور یہ
کمیٹی قومی اتحاد کے زیر کنٹرول ہے۔“

**علم رکھنے والے پر شخص کے
نزدیک یہ گفتگو درج ذیل وجوہات کی بناء پر
بالکل باطل ہے:**

1۔ جہادی تنظیموں کی تکفیر کی
بنیاد قومی اتحاد اور جنرل اسمبلی کی تکفیر پر ہے
اور یہ بنیاد ہی ثابت نہیں بلکہ اس میں عام
مسلمانوں کا بھی اختلاف ہے۔ اگر کسی نے یہ بات کہی
بھی ہے تو زیادہ سے زیادہ یہ اجتہاد کے قابل ظنی
چیز ہے اور جو چیز خود ایسی ہے، اس پر کسی دوسرے
کی تکفیر کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی۔

کیونکہ یہ قاعدہ کے ”جو کسی
کافر کی تکفیر نہ کرے، یا اس کے کفر میں شک کرے
یا اس کے مذہب کو صحیح مانے تو وہ خود کافر ہے۔“
قطعی کفر کے بارے میں ہے ایسا شخص یا تو اصلی
کافر ہوتا ہے یا شرائط کی موجودگی اور موانع کی
عدم موجودگی کی بناء پر اتفاقی طور پر مرتد قرار
دیا گیا شخص ہوتا ہے۔

قاضی عیاض لکھتے ہیں: ”جو

شخص غیر مسلموں کی تکفیر نہیں کرتا یا اس میں
توقف کرتا ہے یا شک کرتا ہے یا ان کے مذہب کو
صحیح قرار دیتا ہے تو ایسے شخص کی ہم تکفیر کرتے
ہیں اگرچہ وہ اسلام کا اظہار کرے اور دیگر مذاہب
کے باطل ہونے کا عقیدہ رکھے کیونکہ جو شخص غیر

مسلموں کی تکفیر نہ کی کرتا، وہ خود کافر ہے۔“

پھر انہوں نے اس کا سبب بیان کرتے ہوئے کہا: ’کیونکہ ان غیر مسلموں کے کفر پر نص اور اجماع موجود ہے جو اس بارے میں توقف کرتا ہے وہ نص کو جھٹلاتا ہے‘ (131)

لیکن اتفاقی طور پر مرتد قرار دیے جانے والے معین شخص کی تکفیر نہ کرنے والے کی تکفیر پر یہ قاعدہ فٹ نہیے بیٹھتا کیونکہ کسی معین شخص پر ارتداد کا حکم قطعی نہیے ہوتا اور نہ اس پر اجماع ہوتا ہے اور نہ اس میں کتاب و سنت کی تکذیب ہوتی ہے بلکہ یہ صرف اجتہاد ہوتا ہے جو درست بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی۔

لہذا ’جو کسی کافر کی تکفیر نہ کرے، یا اس کے کفر میں شک کرے یا اس کے مذہب کو صحیح مانے تو وہ خود کافر ہے‘ والے قاعدے کا تعلق نصوص شرعیہ کو رد کرنے اور ان کی تکذیب کرنے سے ہے، نہ کہ بعض مسلمانوں کے کفر میں مبتلا ہونے سے۔ دونوں مسئلوں میں فرق واضح ہے (141)

۲

جہادی تنظیموں کی تکفیر کی بنیاد قومی اتحاد اور جنرل اسمبلی کی تکفیر پر ہے پھر تنظیموں کی تکفیر مرتد اراکین کو عہد دینے کی وجہ سے بھی ہے بلکہ اس کے بعد انہوں نے یہ بھی کہا: ’جب جب اسلامیہ کے امراء مثلاً صدر مجلس شوریٰ ابو عیسیٰ الشیخ، عسکری قائد زہران علوش اور سیاسی کمیٹی کے صدر حسان عبود کا ارتداد ثابت ہو چکا ہے کیونکہ انہوں نے کفریہ کاموں کا ارتکاب کیا ہے، یعنی کفار و مرتدین کو عہد دینا اور ان کے مذہب کو صحیح کہنا وغیرہ۔‘

تو یہ بات جاننا بھی ضروری ہے کہ جو بھی ان مرتدوں کے ساتھ ان کی حالت کو جاننے کے بعد ملے گا اور ان کے پرچم تلے قتال کرے گا، تو اس کا بھی وہی حکم ہوگا جو ان کا ہے امت توحید میں مرتدوں

اور دشمنان دین کے ساتھ ملنے والوں پر اس حکم کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ان کا وہی حکم ہے جو ان کا ہے۔“

اس عبارت کا مقصود یہ ہے کہ جو ان کی تکفیر نہیں کرتا، وہ بھی کافر ہے۔

یہ تکفیر کا تسلسل ہے جو تاریخ میں بدعتیوں کی طرف سے مشہور ہے۔

ابو الحسن ملتوی فرماتے

یہ: ”پھر بغدادی معتزلہ نے بصری معتزلہ کے عقیدے پر اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ شک کرنے والے کے بارے میں شک کرنے والا اور اس شک کرنے والے کے بارے میں شک کرنے والا اور اس شک کرنے والے کے بارے میں شک کرنے والا، لا محدود چلتے جائیں، سبھی کافر ہیں اور ان کا وہی حکم ہے جو اولین شک کرنے والے کا ہے۔“ (151)

عبد القادر بغدادی نے کسی معتزلی کا قول نقل کیا ہے کہ: ”کسی شک کرنے والے کے کفر میں شک کرنے والا خود کافر ہے اسی طرح اس شک کرنے والے کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے اور یہ سلسلہ اسی طرح لامحدود چلتا جائے گا۔“ (161)

پھر کسی قدری مرجئی کا قول نقل کیا ہے کہ: ”فلاہ مسئلہ میں شک کرنے والا کافر ہے اور اس شک کرنے والے میں شک کرنے والا کافر ہے اور اسی طرح ابد تک یہ معاملہ چلتا جائے گا۔“ (171)

۲

اس مسئلہ میں داعش نے جن نصوص سے استدلال کیا ہے، وہ اصلی کافروں کے بارے میں ہیں، نہ کہ کسی کافر کی تکفیر نہ کرنے والے بارے میں۔

داعش نے اپنے ایک بیان میں کہا: ”جب قومی اتحاد اور جنرل اسمبلی کا

حکم معلوم ہو گیا تو ہمارے نزدیک وہ پہلا تضاد بھی واضح ہو گیا جسے جب اسلام کے امراء نے خلط ملط کر دیا تھا یعنی جب کے امراء کا مرتدوں کو عہدوں سے نوازا اور ان کے کفریہ کاموں کی موافقت کرنا کیونکہ وہ ان کی جنرل اسمبلی کے رکن تھے، چاہے وہ براہ راست بذات خود کام کر رہے تھے مثلاً:

ابو عیسیٰ الشیخ، زہران علوش یا بالواسطہ جیسے **حسان عبود**، جس کا کردار ابو زبیر عبد الفتاح عروب ادا کرتا تھا یہ چیز حسان کے علم میں تھی اور اس کی موافقت کے ساتھ پورے تھے، لہذا اس کا بھی وہی حکم ہے جو براہ راست کام کرنے والوں کا ہے

اور ہر وہ شخص جو رکن بنتا ہے یا ان کی مدد کرتا ہے یا ان کے جھنڈے تلے لڑتا ہے تو اس کا اور ان کا حکم ایک برابر ہے فرمایا اللہ تعالیٰ: ﴿وَمِنَ الَّذِينَ يَمُنُونَ بِالْحَقِّ وَلا يُمِدُّونَ الَّذِينَ آمَنُوا إِلاَّ يَتَّبِعُونَ الْهَوَىَّ وَالنَّهْوَ﴾

اگر تم میں سے کسی نے ان کو دوست بنایا تو وہ بھی انہیں سے ہے یقیناً اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا [المائدہ: 51]

یہ ساری گفتگو بالکل باطل ہے کیونکہ یہ آیت ایسے کفار سے دوستی لگانے کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کا کفر قطعی طور پر ثابت ہو گیا لیکن جس پر ارتداد کی تہمت ہو، اس سے دوستی کفر نہیں ہے!

چہ جائیکہ ان تنظیموں کی تکفیر درست ہو یا صرف دوستی کی بنیاد پر تکفیر درست ہو (181)

۳ قومی اتحاد یا جنرل اسمبلی سے تعلق کو دوستی سمجھنا سخت ترین حالت ہے کیونکہ ثابت شدہ مرتد سے تعلق اس کے ارتداد سے موافقت یا رضامندی کی دلیل نہیں ہوتا بلکہ اہل علم نے مرتد

سے تعلق، خرید و فروخت اور دیگر معاملات کے بارے
میں گفتگو کی ہے

زیادہ سے زیادہ جہادی تنظیموں کا
یہی قصور بن سکتا ہے کہ وہ قومی اتحاد اور جنرل
اسمبلی سے تعلق رکھے ہوئے ہیں جبکہ وہ کئی واضح
طور پر کہیں چکی ہیں کہ ہمیں ان کا خلاف اسلام کوئی
بھی حکم منظور نہیں بلکہ آخر میں تو یہ ہوا
کہ اسمبلی کے اراکین کی طرف سے خروج ہوا اور
اتحاد کے اعتراف سے ہاتھ اٹھا لیا گیا! (191)

دوسری بات:

یہ خیال کے مرتدوں سے قتال اصلی
کفار سے قتال سے زیادہ ضروری ہے اور اس پر سورت
توبہ کی آیت سے استدلال غلط ہے اس آیت میں ان
کے لیے کوئی دلیل موجود نہیں ہے اس سے ان کا
استدلال غلط فہمی پر مبنی ہے

آیت سے مراد ملک فتح کرنے اور
اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے کفار و مشرکین سے جہاد
کا حکم ہے اس میں تو سارے ملک برابر تھے اس لیے
حکم دیا کہ پہلے قریب والوں سے نمٹ لو گویا یہ
مسلمانوں کو حکم ہے کہ ان میں سے ہر قوم اپنے
قریب والے کفار سے جہاد کرے

امام ابن کثیر لکھتے ہیں:

'' اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو حکم دیا ہے کہ کافروں
سے لڑو تو پہلے ان لوگوں سے لڑو جو مرکز اسلام سے
قریب تر ہیں اسی لیے نبی کریم نے مشرکین سے جنگ
شروع کی تو جزیرہ العرب سے ابتداء کی مکہ،
مدینہ، طائف، یمن، یمامہ، خیبر، حضر موت غرضیکہ
جزیرہ العرب کے اور دوسرے ممالک کو پہلے فتح
کر لیا اور مسلمان بنا لیا اور عرب کے قبائل دین
اسلام میں جوق در جوق شامل ہونے لگے تو اب اللہ
کتاب سے جنگیں شروع ہونے لگیں اور روم سے جنگ کا
ارادہ بن گیا یہ لوگ جزیرہ عرب سے قریب رہنے
والے تھے اور اس بات کی ضرورت تھی کہ دعوت اسلام

کی سب سے پہلے انہی سے ابتداء ہو اور اس لیے بھی کہ وہ اول کتاب تھے۔“ (110)

امام قرطبی لکھتے ہیں: ”اس

کی وجہ سے یہ کہ سب سے پہلے مقصود اول مکہ تھے، اس لیے ان سے ابتداء کرنا متعین ہو گیا۔ پھر جب مکہ فتح ہو گیا تو قتال ان سے قریب تر لوگوں سے ہوا جو تکلیف دیتے تھے۔ یہاں تک کہ دعوت عام ہو گئی اور کلمہ حق ہر طرف پھیل گیا اور کوئی کافر باقی نہ بچا۔“ (111)

سارے مفسرین اور اول علم نے یہی بات کی ہے اگر طوالت کا ر نہ ہوتا تو ہم سب کی گفتگو یہاں نقل کر دیتے۔ صاحب ذوق اس آیت کی تفسیر مختلف تفاسیر میں دیکھ لیں۔

لہذا اس آیت میں:

1 مرتدوں سے قتال کی بات نہ یہی ہو رہی، بلکہ یہ کفار سے قتال کی نص ہے۔

2 اس میں ایسا کوئی اشارہ نہ ہے کہ دوسروں سے پہلے دشمنوں سے قتال کی ابتداء کی جائے۔

خلاصہ کلام۔ یہ کہ داعش نے

احکام تکفیر میں بے تہو کریں کھائی ہے۔ اس نے جہالت و غلو کی بناء پر مسلمانوں کی تکفیر کی اور انہیں مرتد ٹھہرایا اور پھر اسی کی بناء پر ان کی جان و مال کو لوٹنا حلال سمجھ لیا۔ حالانکہ اصل غلطی ان کی اپنی تھی کہ انہوں نے اپنے غالی عقائد کی بناء پر اصلی کافر جیسے دشمن سے قتال کی نصوص کو اپنے بنائے ہوئے مرتدوں پر فٹ کر دیا۔

ماخوذ از : **شبهات تنظيم الدوله وانصاره والرد علیها**

حاشیہ :

- [1] الفتاویٰ: 28/497
- [2] سنن ابن ماجہ : 1853
- [3] الشفا بتعريف حقوق المصطفى: 2/610
- [4] یہ بہت اہم مسئلہ ہے جس میں بہت سے غالیوں نے ٹھوکر کھائی ہے مزید تفصیل کے لیے دیکھیے فتویٰ بعنوان: «هل مقول (من لم يكفر الكافر فهو كافر) صحيح؟»
- [5] التنبيه والرد على أهل الأهواء والبدع: 1/40
- [6] الفرق بين الفرق: 1/152
- [7] الفرق بين الفرق: 1/193
- [8] مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے فتویٰ بعنوان: «هل موالا الكفار كفر بإطلاق؟»
<http://islamicsham.org/fatawa/1592>
- [9] داعش کا خیال ہے کہ جبہ الاسلامیہ کا جنرل اسمبلی سے خروج کافی نہیں ہے جب تک وہ یہ نہ مانے کہ اسمبلی مرتد ہو چکی ہے اور ہم اس فعل سے توبہ کرچکے ہیں داعش کا کہنا ہے: ”اگر جبہ الاسلامیہ کے امراء نے جنرل اسمبلی میں کام کرنا چھوڑ دیا ہے تو صرف کام چھوڑنا دائرہ اسلام میں داخلہ کے لیے کافی نہیں ہے جب تک وہ ائندہ انہ والی شرائط کو پورا نہ کریں اور یہ اعلان کریں کہ ہم نے جنرل اسمبلی میں کام کرنا صرف اس لیے چھوڑا ہے کیونکہ وہ مرتد ہو چکی ہے، کسی اور وجہ سے نہیں چھوڑا“ یہ بات باطل و مردود ہے اور کسی اور اشارہ کی محتاج نہیں ہے
- [10] تفسیر ابن کثیر: 4/237

